ایک جان دو قالب

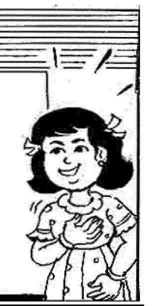

انور نزہت

H-1، مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، اوکھلا، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

بچو! دوست بنانا بہت اچھی بات ہے، لیکن یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ یہ دوست کیسا ہے لڑکا ہو یا لڑکی اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے اور والدین کو بھی یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارا بچہ کیسے بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور رہتا ہے۔ پڑھتا بھی ہے یا سارا وقت دوستوں کے ساتھ کھیل کود میں ہی برباد تو نہیں کر دیتا۔ مکرم صاحب کا تبادلہ آگرہ ہوگیا۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ آگرہ آگئے ان کے پڑوس میں ایک بہت اچھی فیملی راج نرائن کی رہتی تھی۔ انتہائی شریف اور خاندانی تھے۔ ان کے بھی دو بچے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ بیوی بھی بہت نیک ملنسار خاتون تھیں۔ مکرم صاحب اور راج نرائن کی بھی پڑوسی ہونے کے ناطے بہت دوستی ہوگئی اور یہ لوگ ایک فیملی کی طرح مل جل کر رہنے لگے۔

مکرم صاحب کی بیٹی آمنہ اور راج نرائن کی بیٹی رادھا کی عمریں بھی تقریباً برابر کی ہی تھیں، ان کی بھی خوب دوستی ہوگئی۔ ایک ہی اسکول میں ایڈمیشن کرا دیا۔ دونوں ساتھ اسکول جاتیں۔ کھیلتی پڑھتیں، دونوں ساتھ رہتیں۔ کچھ لڑکیاں ان کی دوستی کو دیکھ کر جلنے لگیں اور انھوں نے ان دونوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ ان دونوں کے خلاف باتیں کر کے لڑائی کرا دی یہ کہہ کر کہ آمنہ کہتی ہے ”رادھا کو تو کچھ بھی نہیں آتا سارا اسکول کا کام میں کراتی ہوں۔“ اور آمنہ سے کہا: ”رادھا کہتی ہے آمنہ ہر وقت ہمارے گھر بیٹھی رہتی ہے میری ممی پسند نہیں کرتیں ہر وقت اُس کا آنا اور ہر کام میں اس کا گھسنا، میں منع نہیں کر سکتی کہ میری اس سے دوستی ہے۔ ممی کہتی ہیں پتہ نہیں میری بیٹی رادھا کو آمنہ کی امّی نے کیا گھول کر پلا دیا ہے ہر دم ان کے ہی گن گاتی ہے تم تو اس سے اتنی دوستی رکھتی ہو اور وہ تمہارے پیچھے تمہاری برائی کرتی ہے۔“

ان لڑکیوں نے ان دونوں کے اتنے کان بھرے کہ ایک دن ان کی خوب لڑائی ہوگئی۔ آمنہ کو بہت دُکھ ہوا اپنے بارے میں اس طرح کی باتیں سن کر کیوں کہ وہ رادھا کو اپنی سگی بہن کی طرح مانتی تھی کوئی ذرا سی بھی چیز ہوتی رادھا کے بغیر نہیں کھاتی اور یہی حال رادھا کا تھا اسکول کے علاوہ جب تک وہ ایک دو بار اس کے گھر کے چکر نہ لگا لے اس کو چین نہیں آتا۔ ان دونوں کے گھر والے بھی ان کی دوستی سے خوش تھے۔ دونوں اپنے اپنے تہوار مل جل کر مناتے۔ آمنہ بھی دیوالی پر نئے کپڑے اپنے بنواتی اور کھلونے پٹاخے رادھا اس کے لیے بھی لے کر آتی آمنہ دیوالی کا تہوار رادھا کے گھر بڑی خوشی سے مناتی۔ ایسا معلوم ہوتا یہ بھی اسی گھر کی بچی ہے۔ اسی طرح عید پر رادھا اور اس کے والدین ان کے گھر آتے، عید کی مبارک باد کے ساتھ مٹھائی بھی لے کر آتے اور ان کے گھر کی سویاں وغیرہ کھاتے۔ ایسا لگتا یہ دونوں خاندان ایک ہی ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کی بھی دوستی نہیں دیکھ سکتے رادھا اور آمنہ کے ساتھ

بھی یہی ہوا۔ جتنی ان میں دوستی تھی اس سے کہیں زیادہ دشمنی ہوگئی کہ اگر یہ دونوں کہیں راستے میں مل بھی جاتیں تو راستہ بدل لیتیں۔ لاکھ دشمنی ہوگئی تھی اس کے باوجود ایک دوسرے کو مس بھی کرتیں اور کمی بھی محسوس کرتیں۔ آمنہ کی امّی نے دیکھا آج کل رادھا نہیں آرہی ہے پہلے تو انھوں نے سوچا بچیوں کے امتحان ہونے والے ہیں یہ لوگ اپنی پڑھائی میں لگی ہوئی ہیں اس لیے نہیں آجارہی ہیں اور آمنہ کچھ گھٹی گھٹی سی بھی رہتی ہے کہیں ان لوگوں میں کوئی جھگڑا وغیرہ تو نہیں ہوگیا ورنہ ایک دوسرے کے ملے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا۔ آج آمنہ جب اسکول سے آئے گی تو اس سے پوچھوں گی۔

آمنہ کے اسکول سے آنے پر اس کی امّی نے آمنہ سے پوچھا تو اس نے انکار کردیا اور کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں آج کل وہ اپنی کئی دوستوں میں بہت مصروف ہے۔ انھوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ضرور کوئی اور بات ہے۔'' جب انھوں نے زیادہ زور دے کر پوچھا تو اس نے کہا: ''امّی اب میں کبھی رادھا سے نہیں بولوں گی۔ اس نے میرے بارے میں لڑکیوں سے کہا ہے کہ میں بہت مطلبی ہوں، میں نے اس سے دوستی اپنے مطلب سے کی ہے، میں اپنا اسکول کا کام اُس سے کراتی ہوں مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا۔ یہ سن کر میرا اس سے جھگڑا ہوگیا اور جب سے ہی میں اس کے گھر نہیں جاتی اور نہ ہی وہ آتی ہے وہ تو مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیتی ہے۔ وہ کہتی ہے اس کی وجہ سے میں پاس ہوتی ہوں۔ میں کون سی اس کی ذات برادری کی ہوں۔'' آمنہ کی امّی نے اسے سمجھایا اور کہا: ''ذات برادری سے کچھ نہیں ہوتا وہ تمہاری دوست ہے اور دوست تو رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہوجاتے ہیں، جھگڑا بھی دوست ہوں یا رشتہ دار سب میں ہوجاتا ہے، لیکن چھوڑا نہیں جاتا۔ پھر صلح صفائی ہوجاتی ہے۔ اب تم ایسا کرنا دیوالی ہونے والی ہے تم دیوالی والے دن اس کے گھر جاؤ اور دیوالی کا کوئی تحفہ مٹھائی پھل اور پٹاخے لے کر جانا۔ آخر وہ بھی تو عید پر تمہارے لیے لے کر آتی تھی۔ اگر تمہاری اپنی بہن ہوتی تو تم اس کو مناتیں یا ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیتیں ان لڑکیوں کی باتوں میں آکر تم نے اپنی ایک اچھی دوست سے لڑائی کرلی۔ تم اگر اس کے گھر جاؤ گی تو وہ سب بھول جائے گی اور تمھیں گلے لگا لے گی۔'' لیکن امّی میری اکیلے جانے کی ہمت نہیں ہورہی ہے میرے ساتھ آپ چلیں۔'' انھوں نے کہا ٹھیک ہے میں چلوں گی۔ آمنہ کی امّی نے رادھا کے لیے ایک خوبصورت شرٹ اور چوڑیاں مٹھائی پھل وغیرہ لے کر آمنہ کو ساتھ لے کر ایک ٹوکری میں رکھ کر وہ ٹوکری آمنہ کے ہاتھ میں دے کر اس کے گھر گئیں۔ جیسے ہی گیٹ سے رادھا نے آمنہ کی امّی کو دیکھا دوڑ کر پہلے اُن کو نمستے کیا پھر ان کے پیر چھوئے۔ اُدھر آمنہ ٹوکری ایک طرف رکھ کر رادھا کے گلے سے چپٹ گئی۔ رادھا بھی آمنہ کو دیکھ کر اس کے گلے سے لپٹ کر رو پڑی اور روتے ہوئے اس نے کہا اگر آج تو نہ آتی تو میں نے ممی سے کہا تھا تیرے گھر آنے کے لیے۔

آمنہ کی امّی نے دونوں کا جھگڑا ختم کرا کر پھر اسی طرح میل ملاپ کرادیا۔ وہ بات سچ ہے کہ گھر میں ایک بڑا بزرگ ضرور ہونا چاہیے۔ آمنہ کی امّی اور رادھا کی امّی نے ساتھ بیٹھ کر چائے پی اور رادھا اور آمنہ اسی طرح پھر ایک دوسرے کی ایک جان دو قالب بن گئیں۔

OO

OO